قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعہ 24 جنوری 2020ء | 28 جمادی الاوّل 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ: 21

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ ؕ وَ مَا تُقَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِکُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ تَجِدُوۡہُ عِنۡدَ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۱۱۱﴾

(البقرۃ:111)

(ترجمہ) اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو بھلائی بھی تم خود اپنی خاطر آگے بھیجتے ہو اسے تم اللہ کے حضور موجود پاؤ گے۔ یقیناً اللہ اس پر نگاہ رکھے ہوئے ہے جو تم کرتے ہو۔

فرمانِ رسول ﷺ

کون سا شخص ایمان کی حلاوت پائے گا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پالے گا، ایک یہ کہ وہ شخص جسے اللہ اور اس کا رسول ان کے ماسوا سے زیادہ عزیز ہوں اور دوسرے یہ کہ جو کسی بندے سے محض اللہ ہی کے لیے محبت کرے اور تیسری بات یہ کہ جسے اللہ نے کفر سے نجات دی ہو، پھر دوبارہ کفر اختیار کرنے کو وہ ایسا برا سمجھے جیسا آگ میں گر جانے کو برا جانتا ہے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر:21)

فرمان خلیفہ وقت

اصل نیکی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر یہ بیان فرماتے ہوئے کہ ایک احمدی کو کیا ہونا چاہئے فرمایا کہ ’’ آدمی کو بیعت کر کے صرف یہی نہ ماننا چاہئے کہ یہ سلسلہ حق ہے اور اتنا ماننے سے اسے برکت ہوتی ہے۔‘‘فرمایا کہ ’’... کوشش کرو کہ جب اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہو تو نیک بنو۔ متقی بنو۔ ہر ایک بدی سے بچو۔ ... رات اور دن تضرع میں لگے رہو ... زبانوں کو نرم رکھو۔ استغفار کو اپنا معمول بناؤ۔ نمازوں میں دعائیں کرو۔‘‘نمازوں میں دعائیں تبھی ہوں گی جب نمازوں کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ انہیں سنوار کر پڑھنے والے ہوں گے۔ فرمایا کہ ’’... نرا ماننا انسان کے کام نہیں آتا ... خدا تعالیٰ صرف قول سے راضی نہیں ہوتا قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی رکھا ہے۔‘‘ فرمایا ’’عمل صالح اسے کہتے ہیں جس میں ایک ذرّہ بھر فساد نہ ہو۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 274)

پس یہ معیار ہے، یہ لائحہ عمل ہے جس پر اگر ہم اس سال میں عمل کرنے والے ہوں گے، ان باتوں کے حصول کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں استعمال کرنے کی کوشش کریں گے تو یقیناً یہ سال ہمارے لئے مبارک اور بہت سی برکتیں لانے والا سال ہو گا۔ اور اگر یہ نہیں تو جیسا کہ میں نے کہا ہمارے نئے سال کی مبارکباد رسمی مبارکباد ہے۔ نئے سال کے آغاز کی پہلی رات میں تہجد اور باجماعت فجر کی نماز پڑھ لینا تمام سال کی نیکیوں پر حاوی نہیں ہو جاتا بلکہ اس کوشش کو حتی المقدور تمام سال پر جاری رکھنا اصل نیکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور حقیقت میں ہماری ذاتی زندگیوں میں بھی یہ سال بے شمار برکات لانے والا بنے اور جماعت کی غیر معمولی ترقیات بھی ہم دیکھنے والے ہوں۔‘‘

(خطبہ جمعہ مورخہ 4 جنوری 2019ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

قرآن تمام برائیوں کو دلائل سے ردّ کرتا ہے

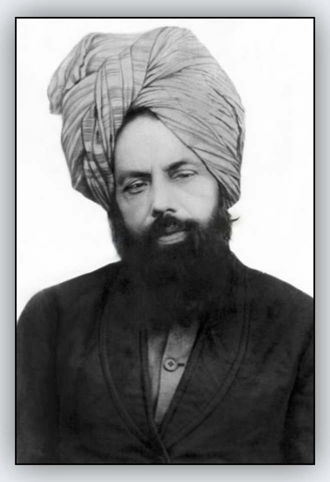

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’ آج رُوئے زمین پر سب الہامی کتابوں میں سے ایک فرقان مجید ہی ہے کہ جس کا کلامِ الٰہی ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔ جس کے اصولِ نجات کے بالکل راستی اور وضع فطرتی پر مبنی ہیں۔ جس کے عقائد ایسے کامل اور مستحکم ہیں جو براہین قویہ ان کی صداقت پر شاہد ناطق ہیں جس کے احکام حق محض پر قائم ہیں جس کی تعلیمات ہریک طرح کی آمیزش شرک اور بدعت اور مخلوق پرستی سے بکلی پاک ہیں جس میں توحید اور تعظیم الٰہی اور کمالات حضرت عزت کے ظاہر کرنے کے لئے انتہا کا جوش ہے جس میں یہ خوبی ہے کہ سراسر وحدانیت جنابِ الٰہی سے بھرا ہوا ہے اور کسی طرح کا دھبہ نقصان اور عیب اور نالائق صفات کا ذاتِ پاک حضرت باری تعالیٰ پر نہیں لگاتا اور کسی اعتقاد کو زبردستی تسلیم کرانا نہیں چاہتا بلکہ جو تعلیم دیتا ہے اس کی صداقت کی وجوہات پہلے دکھلا لیتا ہے اور ہرایک مطلب اور مدعا کو حجج اور براہین سے ثابت کرتا ہے۔ اور ہریک اصول کی حقیت پر دلائل واضح بیان کرکے مرتبہ یقین کامل اور معرفت تام تک پہنچاتا ہے۔ اور جو جو خرابیاں اور ناپاکیاں اور خلل اور فساد لوگوں کے عقائد اور اعمال اور اقوال اور افعال میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان تمام مفاسد کو روشن براہین سے دور کرتا ہے اور وہ تمام آداب سکھاتا ہے کہ جن کاجاننا انسان کو انسان بننے کے لئے نہایت ضروری ہے اور ہریک فساد کی اسی زور سے مدافعت کرتا ہے کہ جس زور سے وہ آج کل پھیلا ہوا ہے اس کی تعلیم نہایت مستقیم اور قوی اور سلیم ہے گویا احکام قدرتی کا ایک آئینہ ہے اور قانونِ فطرت کی ایک عکسی تصویر ہے اور بینائی دلی اور بصیرتِ قلبی کے لئے ایک آفتابِ چشم افروز ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ،روحانی خزائن جلد1ص81-82)

اداریہ

میں اس کا مالی مقرر ہوا ہوں (حضرت مسیح موعودؑ)

خاکسار نے روزنامہ الفضل آن لائن میں درخت اور اس کی سر سبز شاخو ںپراداریہ کی شکل میں دو آرٹیکل تحریر کئے ہیں جو بالترتیب 10 اور 17 جنوری کی اشاعت میں بعنوان

i-اے میرے درخت وجود کی سر سبز شاخو!

ii-درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

شائع ہوئے ہیں۔

ابھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا 1882ء کا ایک کشف نظروں سے گزرا۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔

’’ایک باغ لگایا جا رہا ہے اور میں اس کامالی مقرر ہوا ہوں‘‘

ان الفاظ نے ذہن کے دھارے میں آ کر ایک نئی طرف کورُخ کر لیا اور وہ یہ کہ جماعت احمدیہ بھی ایک سرسبز باغ ہے اور یہ باغ اللہ تعالیٰ نے لگایا ہےاور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے باغبان مقرر ہوئے ہیں اور جماعت احمدیہ کے دنیا بھر میں پھیلے احمدی احباب و خواتین اس کے پیڑ ہیں۔ جن پر قرآنی آیت اَصۡلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرۡعُھَا فِی السَّمَآءِ پوری اُترتی ہے۔ کیونکہ اس باغ کی ہریالی، سر سبزی سے دنیا بھر کے لوگ فیض یاب ہورہے ہیں۔ ان کی سر سبز شاخیں سکون کا ماحول پیدا کرتی ہیں۔

گزشتہ دو آرٹیکلز میں سے ایک آرٹیکل میں خاکسار نے سبز شاخ کے حوالے سے چھ خوبیوں اور خوبصورتیوں کا ذکر کیا تھا۔ اس آرٹیکل میں اِ سی مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے اس خوبصورتی کا بھی ذکر کرنا چاہوں گا کہ

i-خشک ٹہنی کے مقابل پر سبز شاخ ہمیشہ درخت کی جڑ سے غذا لیتی ہے۔ اس لئے ہر احمدی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ خلافت سے وابستہ رہےاور اسی پلیٹ فارم سے اُسی در سے روحانی غذا لے کر اپنی اور اپنی اولاد کی پرورش کرے۔

ii- سرسبز شاخ جس کی خوبصورتی اور شادابی کا تعلق جڑ سے جُڑا ہوتا ہے وہ ہمیشہ سر سبز اور لہلہاتی رہتی ہے۔ بڑھتی ہے۔ پھول پتیاں نکالتی ہے اور پھول پھل لاتی بلکہ پھول پھل جاتی ہے۔ خوبصورت لگتی ہے اور لوگوں کے دلوں کو بہلاتی ہے۔

بعینہٖ ایک احمدی خلافت سے وابستہ رہ کر روحانی معنوں میں اپنے تقویٰ، اخلاص، تعلق باللہ، محبت رسولؐ، اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کے پھلوں سے مزین کر کے ماحول کے لئے خوبصورتی کا باعث بنتا ہے اور خاندان اور جماعت کے لئے بھی خوبصورت وجود ثابت ہوتا ہے۔

iii-سر سبز شاخ سے اطاعت کا مادہ بھی ظاہر ہوتا ہے کیونکہ یہ خلافت سے براہ راست غذا لے کر اپنے آپ کو mold کرنے کی خاصیت رکھتی ہے۔

اس لئے ہم میں سے ہر ایک احمدی پر لازم ہے کہ وہ اپنے آپ کو باغ احمدیت کا حصہ بناتے ہوئے درخت احمدیت کی سر سبز شاخ ثابت کرے۔ ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہ کر روحانی غذا حاصل کرتا رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’دل یہی چاہتا ہے کہ اس مبارک سلسلہ میں وہی لوگ داخل ہوں جو وفادار اور پکے ہوں۔ نفسوں میں ملونی نہ ہو۔‘‘

غزل

جن کی راہوں میں کانٹے بچھائے گئے
منزلوں پہ وہی لوگ پائے گئے

ایک ہی موج ان کو بہا لے گئی
ریت پر جو گھروندے بنائے گئے

ہر قدم سے اٹھا ایک اعلانِ حق
پا بہ زنجیر جب ہم چلائے گئے

’’پھول اُن پر فرشتے نچھاور کریں‘‘
راہ مولیٰ میں وہ جو ستائے گئے

اُن پہ کانٹوں کا پھل لگ گیا آج کل
کل جو نفرت کے بُوٹے لگائے گئے

آگ اور خون کا آج کھلواڑ ہے
خونِ ناحق جہاں کل بہائے گئے

خاکساری سے جو خاک میں مل گئے
آسماں پہ وہ آخر اٹھائے گئے

مبارک احمد ظفر۔لندن

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل میں سے ایک پر بھجوائیں۔

info@alfazlonline.org

0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020

ابو عثمان

ہمارے آقاؐ شُکر گزاری کے مظہرِ اتم

آنحضرتؐ کی ذات میں وہ تمام صفات کاملہ اور اخلاق حمیدہ جمع تھے جن کا انسانی سوچ احاطہ کر سکتی ہے۔ انہی صفات میں سے ایک صفت شکر گزاری ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنے رب کی صفت شکور کے مظہر اتم تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر احسان کی قدر اور اس پر شکریہ کے جذبات آپ ﷺ کی ذات مبارک کا کمال خاصہ تھا۔

شکر کے اظہار کے لئے دعائیں

آنحضرت ﷺ ہر وقت، ہر لحہ اس تلاش میں رہتے تھے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے اور یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے میرے اللہ! تو مجھے اپنا شکر بجالانے والا اور بکثرت ذکر کرنے والا بنادے۔

(سنن ابوداؤد کتاب الوتر باب مایقول الرجل اذاسلم)

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی ہر چھوٹی سے چھوٹی نعمت کا بھی شکر ادا کرتے تھے۔ روایت میں آتا ہے کہ پہلی بارش پر اُس کے قطرے زبان پر لیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور شکر گزاری کا طریقہ یہی ہے کہ اس کو اپنے اوپر لیا جائے یا اس کو چکھا جائے ۔ اسی طرح کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا معمول تھا۔ اکثر یہ ہوتا تھا کہ سرکہ سے یا پانی کے ساتھ ہی روٹی تناول فرمالیا کرتے تھے اور اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا بے انتہاء شکر ادا کیا کرتے تھے۔

(سنن ابوداؤد کتاب الاطعمۃ باب مایقول الرجل اذاطعم)

پھر جب نیا کپڑا پہنتے تو اسے پہن کر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے اور اس کے بداثرات سے بچنے کی دعا مانگا کرتے تھے۔

(ترمذی - کتاب اللباس باب مایقول اذالبس ثوباجدیدا)

عبادتوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا شکر گزاربنا

آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی عبادتوں کے اعلی معیار اس لئے قائم فرمائے کہ اس کا شکر گزار بندہ بنوں حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ

آپ ﷺ رات کونماز پڑھتے وقت اس قدر لمبا قیام فرماتے تھے کہ اس کی وجہ سے آپؐ کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے۔ اس پر ایک صحابیؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ آپؐ کے سارے گناہ بخشے گئے ہیں۔ پہلے بھی اور بعد کے بھی تو اب بھی اتنا لمبا قیام فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں خدا کا عبد شکور نہ بنوں جس نے مجھ پراتنا احسان کیا ہے۔ کیا میں اس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے نہ کھڑا ہوا کروں۔ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ الفتح)

اپنے رب کے حضور سجدہ شکر

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ مکّہ سے مدینہ واپس لوٹ رہے تھے جب ہم عزوراء مقام پر پہنچے تو آنحضور ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائےاور کچھ دیر دعا کی ۔پھر حضور ﷺ سجدہ میں گر گئےاور بڑی دیر تک سجدہ میں رہے پھر کھڑے ہوئے اور ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی۔ پھر سجدہ میں گر گئے۔ آپ نے تین دفعہ ایسا کیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے یہ دعا مانگی تھی اور اپنی امت کیلئے شفاعت کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے میری امت کی ایک تہائی کی شفاعت کی اجازت دے دی۔ میں اپنے رب کا شکرانہ بجالانے کیلئے سجدہ میں گر گیا اور سر اٹھا کر پھر اپنے رب سے امت کیلئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے مزید ایک تہائی امت کی شفاعت کی اجازت فرمائی۔ پھر میں شکرانہ کا سجدہ بجا لایا۔ پھر سر اٹھایا اور امت کیلئے اپنے رب سے دعا کی ۔ تب اللہ تعالیٰ نے میری امت کی تیسری تہائی کی بھی شفاعت کے لئے مجھے اجازت عطا فرما دی اور میں اپنے رب کے حضور سجدہ شکر بجا لانے کے لئے گر گیا۔

(سنن ابو داؤد کتاب الجھاد باب فی سجود الشکر)

شکر گزاری کے خُلق میں دوسروں کے ساتھ

اسی طرح رسول کریم ﷺ اگر شکر گزاری کے خلق کو غیرقوموں میں بھی دیکھتے تو اس پر بھی عمل کرنے کی کوشش فرماتے تا کہ اللہ تعالیٰ کے شکر اداکرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جائے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کچھ ایسے یہودیوں کے پاس سے گزرے جنہوں نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا یہ کیسا روزہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ آج کے دن ہی اللہ نے موسیٰ اور بنی اسرائیل کو غرق ہونے سے بچایا تھا اور اس روز فرعون غرق ہوا تھا، نوحؑ کی کشتی جودی پہاڑ پر رُکی تھی۔ نوحؑ اور موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کے شکرانے کے طور پر اس دن روزہ رکھا تھا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں موسیٰ کے ساتھ تعلق کا سب سے زیادہ حقدار ہوں اور اسی وجہ سے اس دن روزہ رکھنے کا بھی میں زیادہ حقدار ہوں ۔ پھر حضور ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور اپنے صحابہ کو بھی عاشورہ کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 359)

فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ کی کمال شکر گزاری

آپ ﷺ کی شکر گزاری کی ایک منفرد مثال اس وقت قائم ہوئی جب آپؐ ایک فاتح کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے۔

روایت میں آتا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جب رسول اللہؐ ذی طویٰ مقام پر پہنچے تو سرخ یمنی کپڑے کا عمامہ باندھے اپنی سواری پر ٹھہر گئے ۔ آنحضور ﷺ نے جب دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح دے کر آپ کی کس قدر عزت افزائی کی فرمائی ہے تو آپ ﷺ نے تواضع اور شکر گزاری سے اپنا سر اس قدر جھکایا کہ یوں لگتا تھا کہ آپ ﷺ کی ریش مبارک سواری کے کجاوے سے چھوجائے گی۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام ذکر فتح مکۃ وصول النبجانی ذی طوی)

بندوں کے لئے شکر گزاری

ضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ

رسول کریم ﷺ اکثر حضرت خدیجہؓ کا بڑے اچھے اور تعریفی انداز میں ذکر فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز میں نے اس بات سے غیرت کھاتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ کیا ہر وقت اس بڑھیا کا ذکر کرتے رہتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر بیویاں عطا کیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ

جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو انہوں نے مجھے قبول کیا۔ جب لوگوں نے میرا انکار کیا تو وہ ایمان لائیں ۔ جب لوگوں نے مجھے مال سے محروم کیا تو انہوں نے اپنے مال سے میری مدد کی اور اللہ نےانہیں سے مجھے اولا د بھی عطافرمائی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6صفحہ 118)

ہر احسان کا احسن رنگ میں بدلہ دینا

انسانوں میں سے کسی کے احسان کو آپ ﷺ نے بغیر بدلہ کے نہیں چھوڑا۔ جب نجاشی کا وفد رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول کریم ﷺ ان کے استقبال کے لئے خود کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کے صحابہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ ہم کافی ہیں ۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ہمارے ساتھیوں کے ساتھ بڑے اخلاق سے پیش آتے تھے۔ بڑی عزت کی تھی اور ان کو اپنے پاس رکھا تھا۔ تو میں پسند کرتا ہوں کہ ان کے اس احسان کا بدلہ خود اتاروں۔

(السیرۃ الحلبیۃ باب ذکر مغازی ﷺ غزوۃ خیبر)

قرض کی احسن طریق پرادائیگی کرنا

اسی طرح شکر گزاری کا ایک پہلو جس کو آپ ﷺ نے اپنے اُسوہ سے قائم فرمایا کہ جنہوں نے قرض لیا ہوا ہے وہ جب واپس کریں تو احسن طریق سے واپس کریں۔فرمایا قرض دینے کا بدلہ شکریہ کے ساتھ ادائیگی ہے۔

(سنن النسائی کتاب البیوع باب الاستقراض)

سب سے بڑھ کر عبدِ شکور

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آپ ﷺ کی شکر گزاری کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’آنحضرت ﷺ ہر وقت، ہر لحہ اس تلاش میں رہتے تھے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔ کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے جس میں خدا تعالیٰ کے حضور شکر کے جذبات کے ساتھ دعانہ کی ہو۔ آپ ﷺ کی ہر وقت کوشش رہتی تھی کہ سب سے بڑھ کر عبد شکور بنیں۔

پس شکر گزاری کے جذبات ہی ہیں جو گناہوں کی بخشش کے بھی سامان کرتے ہیں اور پھر اس وجہ سے مزید نیکیاں کرنے کی توفیق بھی پیدا ہوتی ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت ﷺ کے اسوہ پر چلتے ہوئے اپنا شکر گزار بندہ بنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(ماہنامہ خالد جولائی 2016ء)

خشیت الٰہی کا اجر

رسو ل کریم ﷺ نے فرمایا ایک شخص نے اپنے آپ پر بہت زیادتی کی۔خوب گناہ کئے۔ جب وہ مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا ، پھر میرے جلے ہوئے جسم کو باریک پیس لینا اور میری اس راکھ کو سمندری فضا میں اڑا دینا ۔ خدا کی قسم مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر میں اپنے خدا کے ہاتھ آ گیا تو میرے گناہوں کی وجہ سے وہ مجھے ایسی سزا دے گا جس کی مثال نہیں مل سکے گی۔ حضور نے فرمایا چنانچہ اس کے بیٹوں نے اس کی وصیت کے مطابق عمل کیا۔ خدا نے زمین کو حکم دیا کہ جہاں جہاں اس شخص کی راکھ کے ذرے گرے ہیں وہ سب اکٹھے کر دو۔ چنانچہ وہ شخص پورے جسم کے ساتھ خدا کے حضور کانپتا ہوا حاضر ہوا۔ خدا نے اس سے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا ؟ اس نے جواب دیا اے میرے خدا! تیری خشیت اور تیرے خوف نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ خدا کو اس کی یہ ادا اور احساس ندامت پسند آیا اور اس کو بخش دیا۔

(بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ یریدون ان یبدلوا)

ڈاکٹر وقار منظور بسراء

خلافت احمدیہ کی برکت اور توجہ سے ہومیوپیتھی کا مستقبل ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگیا ہے

خلفاء سلسلہ کی ہومیوپیتھی پر توجہ اور اس کی ترویج کے لئے احسانات

اب ضرورت ہے کہ واقفین نو اور واقفاتِ نو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خواہش پر لبیک کہتے ہوئے ہومیوپیتھی کے عظیم الشان نظامِ شفاء کے ذریعہ خدمت خلق کے میدان میں ٹریننگ کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں

حضرت مصلح موعودؓ کے احسانات جماعت پر ہی نہیں ساری دنیا پر پھیلے ہوئے ہیں ۔ ان میں سے ایک ہومیوپیتھی کی ترویج واشاعت بھی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اُس وقت جماعت میں ہومیوپیتھی کو رواج دینا شروع کیا جب دنیا اس کو چھوڑ رہی تھی۔

ہو میوپیتھی یوں تو 18ویں صدی کے آخر میں باقاعدہ دریافت ہو چکی تھی لیکن اسے مقبولیتِ عام انیسویں صدی کے آخر سے لے کر بیسویں صدی کے آغاز تک حاصل ہوئی ۔ انٹی بائیوٹکس کی دریافت اور پھر ان کی بے حد مقبولیت کے بعد جب دنیا کی ہومیو پیتھی سے توجہ ہٹ رہی تھی اس وقت حضرت مصلح موعودؓ اِس طریقہ علاج کو جماعت میں متعارف فرمارہے تھے۔

اسی حوالے سے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

''مجھے ہومیوپیتھک کا شوق ہے اور میں محض خدمت خلق کے طور پر بیس سال سے مفت علاج کر رہا ہوں اور میرے کتب خانہ میں اتنی کتابیں ہیں جو بڑے بڑے ڈاکٹروں کے کتب خانوں میں بھی نہیں۔''

(تقریر جلسہ سالانہ 27 دسمبر 1958ء)

جیسا کہ الٰہی بشارتوں میں تھا کہ وہ نور ہو گا۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور یہ کہ وہ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا ، سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کی عظیم الشان خداداد بصیرت نے یہ پرکھ لیا تھا کہ یہ طریقۂ علاج خداتعالیٰ کے عطا کردہ قدرتی مدافعتی نظام کو ہی استعمال کرتا ہے۔ مدافعتی نظام وہ immune system ہے جو اللہ تعالیٰ نے کروڑ ہا سالوں کے ارتقائی عمل سے گزار کر ہمیں عنایت کیا اور یہ ایک صدی یا دو صدیوں کے لئے نہیں بلکہ تا قیامت آنے والی تمام ممکنہ بیماریوں سے حفاظت اور شفا کے لئے عطا فرمایا ہے۔

ہومیوپیتھی کی دریافت سے لے کر اب تک گزشتہ سوا دوسو سالوں میں 10ہزار سے زائد ہومیوپیتھک دوائیں مٹیریا میڈیکا کا حصّہ بنیں لیکن اِن میں سے ایک بھی نہ تو ban ہوئی اور نہ ہی مسترد ۔ بلکہ ہر آنے والا دن اِن دواؤں کے چھپے ہوئے خواص مزید نکھار کر ظاہر کرنے والا ہو تا ہے ۔

مثلاً کروٹیلس(Crotalus) ایک ہومیوپیتھک دوا ہے جو ایبولہ بیماری کے علاج کے لئے مقبول ہے یہ ایبولہ (Ebola) وائرس کی دریافت سے بھی کوئی ڈیڑھ سو سال پہلے ہومیوپیتھک مٹیریا میڈیکا کا حصّہ بنی ۔ 1837ء میں اِس کی پرووِنگ شروع کرنے والے ڈاکٹر ہیرنگ (Hering) نے اِس کے جو اثرات ریکارڈ کئے وہ اب بھی پڑھیں تو یوں لگتا ہے کہ ایبولہ بیماری (Ebola Virus Disease) کی علامات پڑھ رہے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ یورپ اور امریکہ میں شائع ہونے والی نہائیت ہی اعلیٰ ہومیوپیتھک کتب منگوا کر مطالعہ فرماتے رہے۔جن میں سے چند اب بھی خلافت لائبریری کی زینت ہیں ۔ یورپ کے آخری سفر کے دوران مختلف یورپین ہومیو پیتھس کے ساتھ تبادلہ خیال بھی فرماتے رہے اِن ہومیوپیتھس میں سوئٹزرلینڈ کے مشہور ڈاکٹر شَمٹ (Pierre Schmidt) بھی شامل تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ ایک ہومیو پیتھک ہسپتال تعمیر کروانا چاہتے تھے اور اس کی عمارت کے لئے نقشے بھی حضور نے پسند فرما لئے تھے۔(رپورٹ الفضل فورم۔ 15دسمبر1997ء مطبوعہ روزنامہ الفضل 17 دسمبر 1997ء)

حضرت مصلح موعودؓ کی یہ خواہش دورِخلافت رابعہ میں طاہر ہومیوپیتھک ہاسپٹل اینڈ ریسرچ انسٹیٹوٹ کی صورت میں پوری ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مسلسل 50 برس انتھک محنت اور جدوجہد سے ہومیوپیتھی کے ذریعے خدمتِ انسانیت کو انتہا تک پہنچا دیاتھا۔حضورؒ ہومیوپیتھی میں اپنی دلچسپی کے آغاز کے سلسلے میں فرماتے ہیں۔

''ہومیوپیتھی میں میری دلچسپی کے اسباب کی داستان دلچسپ ہے۔ ہندوستان کی تقسیم کے بعد پاکستان بننے کے ابتدائی سالوں کی بات ہے کہ مجھے بار بار سر درد کے دورے پڑا کرتے تھے جسے انگریزی میں میگرین (Migraine) اور اُردو میں دردِ شقیقہ کہتے ہیں۔ یہ بہت شدید درد ہوتا ہے جس کے ساتھ متلی ، قے اور اعصابی بے چینی بہت ہوتی ہے۔ میں کئی کئی دن اس بیماری میں مبتلا رہتا تھا ۔ علاج کے طور پر اسپرین استعمال کرتا جس کی وجہ سے معدہ کی جھلی اور گردوں پر برا اثر پڑتا اور دل کی دھڑکن بھی تیز ہو جاتی ۔ میرے والد مرحوم ایک ایلوپیتھک دوا سینڈول (Sandol) اپنے پاس رکھا کرتے تھے جس کی انہیں خود بھی ضرورت پڑتی تھی۔ برصغیر کی تقسیم کے بعد یہ دوا پاکستان میں نہیں ملتی تھی بلکہ کلکتہ سے منگوانی پڑتی تھی ۔ اس سے مجھے جلد آرام آجاتا ۔

ایک دفعہ جب مجھے سردرد کی شدید تکلیف ہوئی تو حضرت ابا جان مرحوم کے پاس سینڈول موجود نہ تھی اس لئے آپ نے اس کی بجائے کوئی ہومیوپیتھک دوائی بھجوا دی۔ مجھے اس وقت ہومیوپیتھی پر کوئی یقین نہیں تھا لیکن تبرکاً میں نے یہ دوا کھا لی ۔ مجھے اچانک احساس ہوا کہ درد بالکل ختم ہوگیا ہے اور میں بے وجہ آنکھیں بند کئے لیٹا ہوں ۔ اس سے پہلے کبھی کسی دوا کا مجھ پر ایسا غیر معمولی اور اتنا تیز اثر نہیں ہوا تھا۔''

''اس کے بعد ایک اور واقعہ ہومیوپیتھی میں میری دلچسپی کا موجب یہ بنا کہ جب میری شادی ہوئی تو میری اہلیہ آصفہ بیگم (رحمہا اللہ) کو ایک پرانی تکلیف تھی جس کا انہوں نے مجھ سے ذکر کیا ۔ حضرت اباجان کے پاس ہومیوپیتھی کی کتابیں بہت تھیں، میں نے سوچا کہ ان میں کوئی دوائی ڈھونڈتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ایسا تصّرف ہوا کہ پہلی کتاب کو جس جگہ سے میں نے کھولا وہاں ایک دوائی نیٹرم میور (Natrum mur) کی جو علامات درج تھیں وہ بالکل وہی تھیں جو آصفہ بیگم نے بتائی تھیں ۔ وہ دوا میں نے اونچی طاقت میں انہیں دی ۔ ان کو اس کی ایک خوراک سے ہی ایسا آرام آیا کہ پھر کبھی زندگی بھر وہ تکلیف دوبارہ نہیں ہوئی ۔ اس سے مجھے یقین ہو گیا کہ ہومیوپیتھی خواہ میری سمجھ میں آئے یا نہ آئے، اس کا فائدہ ضرور ہوتا ہے اور اس میں ضرور کچھ حقیقت ہے۔ اس کے بعد میں نے حضرت ابا جان کی لائبریری سے ہومیوپیتھی کی کتابیں لے کر پڑھنا شروع کیں ۔ بعض اوقات ساری ساری رات انہیں پڑھتا رہتا۔ لمبا عرصہ مطالعہ کے بعد میں نے دوائیوں اور ان کے مزاج سے واقفیت حاصل کی اور ان کے استعمال اور خصوصیات کا اچھی طرح ذہن میں نقشہ جمایا اور پھر مریضوں کا علاج شروع کیا۔'' (دیباچہ ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خلافت سے پہلے بہت لمبا عرصہ تک محض خدمت خلق کے جذبہ کے تحت لاکھوں مریضوں کا علاج کیا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ہومیو پیتھک کلاسز کے ذریعہ ہومیوپیتھی کا علم ساری دنیامیں پھیلادیا۔ان کلاسز کے لیکچرز کو حضور نے ہی مدوّن بھی فرمایا اور ایک کتاب ''ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل'' کے نام سے طبع فرمائی۔جو احمدی ہومیوپیتھک ڈاکٹرز کے ساتھ ساتھ غیر از جماعت ڈاکٹرز بھی اپنے پاس رکھنا اعزاز سمجھتے ہیں اور اس انتہائی مفید کتاب سے مدد لے کر علاج بھی کرتے ہیں۔

آج سے 170 سال پہلے 1849ء میں Royal London Homoeopathic Hospital قائم ہوا جس کی سرپرست ملکہ برطانیہ تھیں ۔ ہومیوپیتھی کی تاریخ میں اِس ادارے اور اِس سے منسلک ڈاکٹرز کی بے مثال خدمات ہیں ۔ چند سال قبل جب جلسہ سالانہ UK جانے کی سعادت ملی تو اس ہسپتال کو دیکھنے گیا ۔ یہ دیکھ کر بڑا افسوس ہوا کہ اس ادارے کو ختم کر دیا گیا ہے۔ لیکن جب دورانِ ملاقات حضورِانور نے ارشاد فرمایا کہ ربوہ میں F.Sc پاس کرنے والے واقفینِ نو کی ہومیوپیتھک ٹریننگ بھی کی جائے تو حضور انور کے اس ارشاد مبارک پر دل کو تسلی ہو گئی کہ اب اللہ تعالیٰ نے ہومیوپیتھی باقاعدہ طور پر ہماری جماعت کے سپرد کر دی ہے اور خلافتِ احمدیہ کی برکت اور توجہ سے اس کا مستقبل ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گیا ہے۔ الحمدللہ۔

اب ضرورت ہے کہ واقفینِ نو اور واقفاتِ نو پیارے امام کی آواز اور خواہش پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے ہومیوپیتھی کے اس عظیم الشان نظامِ شفاء کے ذریعے خدمتِ خلق کے میدان میں اپنے آپ کو ٹریننگ کے لئے پیش کریں ۔

الفضل کا دیدہ زیب شمارہ

قارئین کی دلچسپی اور الفضل کی ویب سائٹ کو آسانی کے ساتھ دیکھنے کے لئے اب الفضل کے شماروں کو مزید دیدہ زیب اور interactive بنا دیا گیا ہے۔ اب آپ شماروں کو ڈاؤن لوڈ کرنے کے بعد بھی اپنے مطلوبہ مضامین، نظمیں اور آرٹیکلز وغیرہ ویب سائٹ پر بھی ملاحظہ کر سکیں گے۔ الفضل کے شمارے کی پہلے صفحہ کی پیشانی (logo)، ہیڈرز (headers) اور آخری صفحہ کی پیشانی (back logo) پر ویب links دستیاب ہیں ان پر کلک (click) کریں اور ویب سائٹ پر جاکر کئی قسم کی سہولیات سے استفادہ فرمائیں۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں۔

www.alfazlonline.org

info@alfazlonline.org

شفیق الرحمٰن ۔ نیوزی لینڈ

نیوزی لینڈ میں خصوصی تبلیغی سٹالز

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کواسلام احمدیت کے پیغام کو وسیع پیمانے پر پہنچانے کے لئے مختلف مساعی کی توفیق ملتی رہتی ہے ۔اسی سلسلہ میں مورخہ 4،3 جنوری2020ء کو ماوری لوگوں کے ایک بڑے سپورٹس ایونٹ کے موقع پر خصوصی جماعتی سٹال لگانے کی توفیق ملی۔ نیوزی لینڈ کے قدیم باشندے ماوری کہلاتے ہیں اور ان کا نیوزی لینڈکی آبادی میں تناسب 15 فیصد ہے۔ماوری زبان میں جماعت کی طرف سے کئے جانے والے ترجمہ قرآن کی بدولت ماوری لوگوں سے روابط میں کافی آسانی پیدا ہوئی ہے۔ مذکورہ ایونٹ ماوری لوگوں کے چوتھے بڑے قبیلہ کی طرف سے منعقد کیا جا تا ہے جو کہ نیوزی لینڈ کے شمالی جزیرہ کے وسط میں آباد ہے۔ یہ بڑا قبیلہ مزید30 چھوٹے قبائل(ہاپُو) میں تقسیم ہے جن کی شمولیت اس ایونٹ میں ہوتی ہے اور ہزاروں افراد اسے دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ گزشتہ 5 سال سے یہاں جماعتی سٹالز لگائے جا رہے ہیں۔ ان سٹالز کے لئے 8 افراد پر مشتمل قافلہ مورخہ 2 جنوری کو آکلینڈ سے 3 سو کلومیٹر کا سفرطے کرکے تُورانگی شہر پہنچا جہاں اس ایونٹ کا انعقاد ہوتا ہے۔ ان سٹالز کی موجودگی جہاں عمومی رنگ میں اسلام احمدیت کے تعارف کا ذریعہ بنی، وہاں کئی لوگوں نے جماعتی بک سٹال سے استفادہ کیا اور قرآن کریم اور دیگر لٹریچر حاصل کیا ۔ جماعتی بک سٹال پر کتب کے علاوہ اسلام کی پُر امن تعلیم کے حوالہ سے خصوصی بینرز بھی آویزاں تھے ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سٹالز بہت کامیاب رہےاور ایک بڑی تعداد میں لوگوں کی اسلام کی بابت غلط فہمیوں کے دور کرنے کی توفیق ملی، الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

انصر رضا۔ٹورنٹو، کینیڈا

عبادت استعانت اور ہدایت کے طریق

ہم ہر نماز میں کہتے ہیں:

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ... (الفاتحہ:5)

ترجمہ:تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں...

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں تو پھر ہمیں اُس کا شکر ادا کرتے رہنا چاہئے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُلُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰکُمۡ وَ اشۡکُرُوۡا لِلّٰهِ اِنۡ کُنۡتُمۡ اِیَّاہُ تَعۡبُدُوۡنَ (البقرہ:273)

ترجمہ:اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

اور اُس کا شکر ادا کرنے کے لئے ہمیں اللہ کی عبادت کرنی چاہئے۔

بَلِ اللّٰهَ فَاعۡبُدۡ وَ کُنۡ مِّنَ الشّٰکِرِیۡنَ (الزمر:67)

ترجمہ:بلکہ اللہ ہی کی عبادت کر اور شکر گزاروں میں سے ہو جا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اس قدر عبادت کرتے تھے کہ آپ ﷺ کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ اس قدر مشقت کیوں کرتے ہیں جبکہ آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کردیئے گئے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ (بخاری کتاب التفسیر۔ سورۃ الفتح)

مطلب یہ کہ اگر ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں تو ہمیں اُس کا شکرگزار بندہ بننا چاہئے اور اُس کا شکر ادا کرنے کے لئے ہمیں صرف اُسی کی عبادت کرنی چاہئے

پھر ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ

وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ... (الفاتحہ:5)

ترجمہ: اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔

لیکن یہ نہیں جانتے کہ استعانت یعنی مدد کیسے طلب کرنی ہے۔ اس کا طریق بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں سکھادیا ہے جب فرمایا:

وَ اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوۃِ ؕ وَ اِنَّهَا لَکَبِیۡرَۃٌ اِلَّا عَلَی الۡخٰشِعِیۡنَ (البقرہ:46)

ترجمہ: اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو اور یقیناً یہ عاجزی کرنے والوں کے سوا سب پر بوجھل ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم کسی اور سے نہیں بلکہ صرف اور صرف اللہ سے ہی مدد چاہتے ہیں تو پھر ہمیں پنج وقتہ نمازوں اور استقامت یعنی صبر پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہئے۔ جو شخص نماز ادا نہ کرے اور مستقل مزاجی سے کام نہ لے اس کا صرف اللہ سے مدد مانگنے کا دعویٰ درست نہیں ہے۔

اسی طرح ہم یہ دعا مانگتے ہیں:

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ(الفاتحہ:6) صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ (الفاتحہ:7)

ہمیں سیدھے راستہ پر چلا ۔ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تُو نے انعام کیا ۔ جن پر غضب نہیں کیا گیا اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔

عام طور پر اس ضمن میں سورۃ النساء کی آیت 70 کا حوالہ دیا جاتا ہے جس میں انعام یافتہ لوگوں کو درجہ بدرجہ بیان کیا گیا ہے۔

وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَیۡهِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا (النساء:70)

ترجمہ: اور جو بھی اللہ کی اور اِس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

لیکن جس اہم امر کو فراموش کردیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں انعام یافتہ لوگوں کے اس راستہ یعنی صراطِ مستقیم کی طرف کیسے چلائے گا، اور یہ کہ اس کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ اس اہم امر کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء کی آیت۔70 سے، جس میں انعام یافتہ گروہ کا ذکر ہے، چند آیات پہلے بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کن لوگوں کو مل سکتی ہے۔

وَ لَوۡ اَنَّا کَتَبۡنَا عَلَیۡهِمۡ اَنِ اقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ اَوِ اخۡرُجُوۡا مِنۡ دِیَارِکُمۡ مَّا فَعَلُوۡہُ اِلَّا قَلِیۡلٌ مِّنۡهُمۡ ؕ وَ لَوۡ اَنَّهُمۡ فَعَلُوۡا مَا یُوۡعَظُوۡنَ بِهٖ لَکَانَ خَیۡرًا لَّهُمۡ وَ اَشَدَّ تَثۡبِیۡتًا (النساء:67)

وَّ اِذًا لَّاٰتَیۡنٰهُمۡ مِّنۡ لَّدُنَّاۤ اَجۡرًا عَظِیۡمًا (النساء:68)

وَّ لَهَدَیۡنٰهُمۡ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا (النساء:69)

اور اگر ہم نے ان پر یہ فرض کر دیا ہوتا کہ تم اپنے نفوس کو قتل کرو یا اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہو تو ان میں سے چند ایک کے سوا کوئی ایسا نہ کرتا۔ اور اگر وہ وہی کرتے جس کی انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو یہ ان کے لئے بہت بہتر ہوتا اور ان کے ثباتِ قدم کے لئے ایک مضبوط ذریعہ ثابت ہوتا۔ اور ایسی صورت میں ہم ضرور انہیں اپنی جناب سے بڑا اجر عطا کرتے۔ اور ہم ضرور انہیں سیدھے رستے کی طرف ہدایت دیتے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر مؤمنین اللہ تعالیٰ کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اپنی نفسانی خواہشات کا گلا گھونٹیں اور اپنے گھروں سے باہر نکلیں تو اللہ تعالیٰ ضرور انہیں اجر عظیم عطا کرے گا اور انہیں صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرے گا۔مطلب یہ کہ ہمیں نماز میں یا نماز کے علاوہ بھی محض زبان سے ’’ہمیں صراطِ مستقیم دکھا‘‘ کہنے سے صراطِ مستقیم یعنی انبیاء، صدیقوں، شہداء، اور صالحین کا راستہ نہیں مل سکتا بلکہ ہمیں اپنی نفسانی خواہشات کو قتل کرکے یعنی دینی ضروریات کو اپنی ذاتی اور بیوی بچوں کی ضروریات پر فوقیت دے کر،سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور آپ کی زیرِسربراہی اور زیرانتظام چلنے والے نظامِ جماعت کی طوعاً یعنی نہایت خوشدلی سے مکمل اور غیرمشروط اطاعت کرکے، غیروں کے سامنے اپنا حُسنِ کردار دکھا کر اور گھروں کے آرام کو تج کر خدمتِ دین یعنی تبلیغ کے لئے سردی گرمی آندھی، طوفان وبرفباری وغیرہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے باہر نکلنا چاہئے۔ ایسے لوگوں سے ہی اجرِ عظیم اور صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق اور اس کے نتیجہ میں اجرِعظیم اور صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت عطا فرمائے۔ آمین!

رانا عبدالرزاق خاں

ڈاکٹر عبدالسلام (نوبیل لارئیٹ) کے متعلق برطانوی استاد سرفریڈرک ہوئیل کے تاثرات

سرفریڈرک ہوئیل کا شمار بیسویں صدی کے معروف آسٹرونومر میں کیا جاتا ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے بگ بینگ کی سائنسی اصطلاح سے دنیا کو متعارف کیا۔ اُن کا نام سائنس فکشن رائٹر کی حیثیت سے بھی مغربی ممالک میں زبان زدِ عام ہے۔ اُن کے بعض خیالات سائنسدانوں کی عام روش سے ہٹ کر بہت عجیب قسم کے تھے۔ مثلاً 1990ء میں ایک مضمون شہرہ آفاق رسالہ نیچر میں شائع ہوا جس کے مطابق سورج کے اندر سن سپاٹس کی وجہ سے زمین پر انفلوئنزا گاہے بگاہے پھیلتا ہے۔ اُن کا یقین تھا کہ سپیس مختلف قسم کی وائرسز سے بھری پڑی ہے۔ جو سن سپاٹس کی وجہ سے زمین پر پہنچ جاتی ہیں 1958ء میں انہوں نے یہ انوکھی مگر حیران کن دریافت کی کہ انسانی جسم کے اندر ہیوی کیمیکل ایلیمنٹ جیسے آکسیجن کاربن اور آئرن جو موجود ہیں وہ بڑے بڑے ستاروں کے پھٹنے سے زمین پر آئے تھے۔ گویا ہم لوگ سٹار ڈسٹ سے بنے ہیں۔ زندگی کے آخری ایام تک وہ کائنات کی سٹڈی سٹیٹ تھیوری کے قائل تھے۔ جس کے مطابق کائنات کا کوئی معین آغاز نہ تھا۔ اُن کی کتابوں The Alchemy of Love اور A for Andromeda سے بہت مشہور ہیں۔ مؤخر الذکر کتاب پر ٹیلیویژن سیریز بھی بنائی گئی۔ ان کی آٹوبائیوگرافی A Home where the wind blows بہت دلچسپ کتاب ہے۔ ان کی پیدائش 1915ء میں یارکشائر میں ہوئی۔ وہ کیمبرج یونیورسٹی میں سینٹ جانز کالج میں عرصہ دراز تک پروفیسر رہے۔ 1972ء میں اُن کو سر کا خطاب دیا گیا اُن کی وفات 23۔اگست 2001ء کو برطانیہ میں ہوئی۔ جب ڈاکٹر عبدالسلام بطور طالب علم سینٹ جانز کالج میں آئے تو سر فریڈرک ہوئیل اُن کے استاد مقرر ہوئے۔ مندرجہ ذیل مضمون انہوں نے ڈاکٹر سلام کی وفات پر لکھا جو کالج کے رسالہ The Eagle میں شائع ہوا۔

مزید معلومات کے لئے اس Link پر کلِک کریں۔

www.joh.cam.ac.uk/publicatios/eagle97

وہ لکھتے ہیں:

مجھے پختہ یقین نہیں لیکن میرا اندازہ ہے کہ عبدالسلام سینٹ جانز کالج 1947-48ء میں عین اس وقت طالبعلم بن کر پہنچا جب اس وقت غیر معمولی قسم کی سردی کے موسم کا دور دورہ تھا اس سرد موسم کا صحیح اندازہ کرنا کہ وہ کتنا ناموافق تھا یا اس کا محض تصور کرنا اس وقت تک محال ہے جب تک انسان نے جنگِ عظیم دوئم کے بعد کے سالوں کا خود تجربہ نہ کیا ہو۔ ہمارے وزیرِ اعظم ونسٹن چرچل نے تو ہمیں دھوپ بھرے علاقوں کے سہانے سپنے دکھلائے تھے مگر ہوا اس کے برعکس یعنی 1947-48ء کا بدترین موسم سرما۔ میری رہائش سینٹ جانز کالج میں نیوکورٹ والے حصے میں تھی جو اجتماعی رائے عامہ کے مطابق کالج کا بدترین حصہ تھا اس حصہ میں عمارتیں نصف انیسویں صدی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ڈیزائن کی گئی تھی۔ اُن کے اندر کمروں میں بڑی بڑی فائر پلیسز اور وسیع و عریض چمنیاں تھیں جو کوئلہ بُرے طریق سے ہڑپ کرتی تھی تا بوائلر رومز کو مہیا کیا جا سکے۔ جو اکیڈمک انجن کو سٹیم مہیا کرتا تھا اُس کا ڈیزائن ایسا تھا کہ صبح کے وقت کالج کو روشن کرتا تھا پھر دن کے وقت بھی یہ سلسلہ متواتر جاری رہتا۔ مگر یہ کام 1947-48ء کے سالوں میں جاری نہ رہ سکا۔ اگر ہم اس سردی کے موسم میں آگ جلانا چاہتے تو یہ کام خود کرنا پڑتا تھا۔ بلکہ آگ جلانے کے سامان کو بھی خود ہی مہیا کرنا ہوتا تھا۔ ہاں اگر کوئلہ ختم ہوجاتا تو یہ کام جاری نہ رہتا۔ طلبہ کو 18 نیو کورٹ میں سپروائزکرنے کے لئے پورے ہفتے کاراشن کوئلوں کا ایک بیگ ہوتاتھا۔ اوپر بیان کردہ تکلیف کے برخلاف ہمارے لئے ایک عیاشی والی بات ہوتی تھی کہ کالج میں ریاضی کی تعلیم کے لئے ابھی بھی چار لیکچرار ہوتے تھے۔ Peter and white smithes اور pure math کے لئے howarth کے ساتھ میں applied math کیلئے مقرر تھے۔ howarth کا کمرہ میرے ساتھ ملحقہ تھا جو سیڑھیوں کے قریب تھا۔اس کاکمرہ میرے کمرہ سے فنی اور تکنیکی اعتبار سے بہت ایڈوانس تھا کیونکہ اس کے اندر فائر پلیس کو بلاک کر دیا تھا۔ اس کی جگہ کمرہ کے اندر گیس فائر تھی جو طلباء اس کے کمرہ میں کوچنگ کے لئے آتے تھے ان کی خاطر تواضع اس گیس فائر سے کی جاتی تھی۔ کمرہ کے باہر درجہ حرارت 20-متواتر رہنے لگا تھا اور میرے کمرہ کے اندر گیس فائر کا کوئی انتظام نہ تھاچنانچہ خود کو گرم رکھنے کے لئے طلبا کو میرے کمرہ میں جو نظر آتا وہ اپنے اوپر اوڑھ لیتے۔ دوسری اشیاء کی طرح جنگ کے بعدپہننے کے کپڑے بھی راشن پر ملتے تھے۔ چنانچہ اس کا مطلب یہ تھا کہ انسان کا ہاتھ جس کپڑے پر پڑتا وہ اسے دبوچ لیتا۔ چاہے وہ لباس کتناہی فرسودہ ہی کیوں نہ ہو۔ پھر میرے طلبا نے یہ بات خوب جان لی کہ جو ملتاہے پہن لو کیونکہ ہم تو وہاں کائنات کے لاینحل مسائل کا حل تلاش کرنے کے مقصد سے جمع ہوتے تھے۔

سیبوں پر گزارا

یہ وہ صورتحال جس میں عبدالسلام کیمبرج پر وارد ہوا آئندہ زندگی میں اس کو ملنے والی کامیابیوں کی ایک وجہ یہ تھی کہ اس نے ایسے دشوار حالات میں زندہ رہنا ممکن بنا لیا تھا۔ عبدالسلام انڈیا میں ریاضی کی ڈگری پہلے ہی حاصل کر چکے تھے جو کہ اس وقت کا دستور تھا۔ پاکستان قریب قریب اسی دور میں بنا جب سلام کیمبرج روانہ ہوا تھا۔ گرم علاقے سے سرد علاقے کی طرف جاتے ہوئے سرد موسم کا ضرور سوچا ہو گا۔ لیکن انڈیا میں اچھا کھانا کھاتے ہوئے اس ملک میں کھانا نہ ملنے کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ چنانچہ کالج میں آمد پر اس کی فوڈ راشن بک آتے ہی ختم ہو چکی تھی۔ اس پہلے موسم سرما میں اس نے سیب کھا کھا کر گزارہ کیا۔ کیونکہ مارکیٹ میں صرف سیب ہی کوپن کے بغیر خریدے جا سکتے تھے شاید آلو بھی خریدے جا سکتے تھے مگر شاید وہ آلو پکانا نہیں جانتا تھا میں مذاق نہیں کر رہا۔ یقین کریں 1951-52ء تک ہمارا ہفتہ وار پنیر کا راشن ایک اونس ہوتا تھا لوگ قطار میں کھڑے ہو کر پنیر کیوں لینا چاہتے تھے اس سے انگریز قوم کے مزاج کی کوئی خاص تعریف نہیں ہوتی۔ ریاضی کے شعبہ میں کالج کا سینئر لیکچرار ہونے کی بنا پر اس بات کی ذمہ داری کے طلبا کو کس گروپس میں بانٹا جائے یہ پیٹر وائٹ کے کندھوں پر پڑی۔ عموماً پانچ یا سات طلباء کے گروپس بنائے جاتے تھے۔جو ایک سال تک برقرار رہتے تھے۔ بعض دفعہ اس میں معمولی سی تبدیلی بھی ہو جاتی۔ لیکن اکثر ایسا نہ ہوتا تھا۔ہر طالب علم کو دو گھنٹہ کی سپر ویژن ملتی تھی۔ ایک گھنٹہ پیور میتھ میں ایک گھنٹہ اپلائیڈ میتھ میں۔پھر ہم چاروں لیکچرارز کے درمیان alternation بھی ہوتی تھی۔ ایک ٹرم سے دوسری ٹرم تک۔یعنی وائٹ اور سمتھزٹرم پیور میتھ پڑھاتے اور میرے ساتھ ہاورتھ اپلائیڈ میتھ پڑھاتا اگلی ٹرم میں یہ بدل جاتا اور ہم دونوں پیور میتھ پڑھاتے تھے۔اس طریق کار سے کالج کے لیکچرارز پر کم سے کم دباؤ اور بوجھ پڑتا تھا۔جبکہ چھوٹے کالجز میں ایک لیکچرار پیور میتھ پڑھاتا تو دوسرا اس کے ساتھ اپلائیڈ میتھ پڑھاتااور یوں طلباء دونوں سے پڑھتے کالج میں لیکن بعض لیکچرارز ایسے بھی ہوتے تھے۔جو پیور اور اپلائیڈ میتھ پڑھانا پسند کرتے تھے۔ جیسے LA PARS جس کا تعلق جی کنگز کالج سے تھا اور MR INGHAM جس کا تعلق کنگز کالج سے تھا۔ مجھے کسی نے بتلایا کہ میرے گریجوایٹ طالب علموں میں سے J V NARLIKAR کنگز کالج کا آخری طالب علم تھا۔جس نے 1960ء کی دہائی میں دونوں مضامین پڑھائے تھے۔

بہرحال عبدالسلام ان نادرروزگار طالب علموں میں سے تھا جس کو صرف اکیلے پڑھایا جاتا تھا۔ کیونکہ اس کا کلاس میں کوئی پارٹنر نہ بن سکا تھا جیسے کہ طلباء کے گروپس بنائے گئے تھے۔ ہاورتھ نے فرسٹ ائیر میں اسے پڑھایا ایک روز ڈنر کے بعد شام کو کافی پینے کے دوران اس نے مجھے بتلایا کہ اس کا ایک سٹوڈنٹ انڈیا سے آیا ہے جو بہت ہی لائق و فائق ہے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ مجھے عبدالسلام کے بارے میں کچھ معلوم ہوا۔ہاورتھ سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ عبدالسلام کی یہ عجیب سی عادت تھی کہ وہ جھک کر کالج کے کورٹس میں اسلامی(انڈین) طریقے سے سلام کرتا تھا۔ گویا اس کے گھٹنے سڑک کی اینٹوں کو لگ جاتے تھے۔ چنانچہ leslie یا پیٹر وائٹ سلام کو سمجھاتا کہ ایسی تعظیم اور عزت کی کیمرج میں کوئی ضرورت نہیں۔جب میرا وقت لینٹ ٹرم میں عبدالسلام کی فرداً فرداً سپرویژن کے لئے آیا تو یہ دینی طریقہ کم ہو کر ہاتھ ہلانے اور دور سے سلام کہنے تک محدود ہو گیا۔ Lent Term کے دوران غضب کی سردی پڑی اس کے بعد تو صرف زندہ رہنا ہی محال ہو گیا۔کلاس روم میں بھی میں گھنٹہ ختم ہونے کا انتظار کرتا تاکہ میں کامن روم میں جاسکوں۔ جہاں آگ کمرہ گرم کرنے کے لئے جل رہی ہوتی تھی اور عبدالسلام اگلے سیب کا منتظر ہوتا تھا۔ Lent Term آئی اور چلی بھی گئی اور پھر جون کے وسط میں میری ملاقات عبدالسلام سے دوبارہ ہوئی۔ میری یہ سرسری ملاقات اس سے سیکنڈ کورٹ کی بلڈنگ میں ہوئی میں نے اس سے سوال کیا کہ اس کے ابتدائی امتحانات کیسے رہے؟ اس نے جواب دیا کہ بہت خراب۔ بہت غلطیاں سرزد ہوئیں اور یہ کہہ کر قہقہہ لگاتے ہوئے غائب ہو گیا۔

دو کلچرز کا تصادم

جہاں تک ابتدائی امتحانات کا تعلق ہے کلاس میں طلباء کی لسٹ اور ان کے امتحان میں نمبر ان کے سپروائزر کو بھجوادیئے گئے ۔عبدالسلام نے اول پوزیشن حاصل کی تھی اور میرے خیال میں اس فہرست میں تیسرے نمبر پر تھا۔ اس کے بعد اس کا ٹرائی پوز کا سال شروع ہوا اور میری اس سے ملاقات پہلے سے زیادہ ہونے لگی۔ہاورتھ نے اس وقت برسٹل یونیورسٹی میں اپلائیڈ میتھ کی چیئر قبول کرلی تھی اور میری عبدالسلام سے زیادہ ملاقات کی وجہ یہی تھی ۔ یہ فی الحقیقت دو کلچرز کا تصادم تھا۔ انڈیا میں اس نے جس مکتب فکر میں تعلیم حاصل کی تھی اسے رامانوجن سکول کہا جاتا ہے جس کے مطابق یہ جاننا کہ حقیقت کیا ہے اس کو فوقیت حاصل ہے اس امر پر کہ اس حقیقت کو سچ کیسے ثابت کیا جائے؟ میری ٹریننگ اس کے برعکس کیمبرج کے مکتب خیال میں ہوئی تھی جس کے مطابق یہ جاننا کہ اس کی حقیقت کیا ہے اس کی زیادہ اہمیت نہیں صرف اس کو سچا ثابت کرنا زیادہ ضروری ہے چنانچہ ہم دونوں نے اس ٹرائی پوز کے بہت سارے مسائل کو جوں توں کرکے حل کر ہی لیا۔ ٹرائی پوز میں درپیش سوالات کے جوابات کی صاف ستھری فائلیں تیار کرنا یہ کام جس طرح بہت سارے دوسرے کرتے تھے میری طبیعت اس جانب مائل نہ ہو سکی۔ چنانچہ اکتوبر کے

مہینہ میں جملہ فرائض کو یوں بغیر سوچے سمجھے فوری طور پر کرنے پر مجھے بہت سے مسائل سے دوچار ہونا پڑا۔ کیونکہ لمبی تعطیلات کے بعد میرے ذہن کو زنگ لگ چکا ہوتا تھا اور اب مجھے دوبارہ ہر چیز پڑھانا ہوتی تھی ۔ مگر نومبر کے وسط تک یہ خوف ذہن سے مائل ہو چکا تھا اور بقیہ سال بھی یہی حالت رہتی حتّٰی کہ مئی کا مہینہ آجاتا اور ہر کام آسان لگنے لگتا تھا۔ بُرے اوقات میں میرے لئے یہ کام زیادہ بوجھل نہ ہوتا تھا۔جب میں عبدالسلام جیسے طالب علم کے ساتھ (ریاضی) کے گھمبیر مسائل میں گم ہوجاتا تھا بہ نسبت ایسے طلباء کے جو کلاس میں یوں ہی بیٹھے رہتے اور کھڑکی سے باہر دور فضا میں ٹکٹکی لگائے دیکھ رہے ہوتے مؤخر الذکر طلباء کے ساتھ گویا انسان کو دو بھاری پتھر اوپر کی طرف لے جانے ہوتے تھے ۔ ایک بھاری پتھر تو وہ ریاضی کا اصل مسئلہ ہوتا تھا اور دوسرا کند ذہن طالب علم کو وہ مسئلہ سمجھانا ہوتا تھا۔ عبدالسلام کے ساتھ انسان کو صرف ایک پتھر اوپر کی طرف لے جانا ہوتا تھا ۔ کیونکہ وہ خود اس پتھر کو پوری قوت و استعداد کے ساتھ دھکیلتا تھا۔اس دوران زمین ایک بار پھر اپنے مدار پر گھوم چکی ہوتی تھی اور عبدالسلام سے جس کام کی توقع کی جاتی تھی ۔ اس کام کو وہ سرانجام دے چکا ہوتا تھا۔ یعنی میتھ کے ٹرائی پوز پارٹ دوم میں اس نے اول پوزیشن حاصل کی چنانچہ اب کی بار میری اس سے ملاقات تھرڈ کورٹ کی عمارت میں ہوئی۔جو کہ لائبریری کی طرف جاتے ہوئے موڑپر واقع ہے۔ اس نے مجھے پُر جوش کلام کیا ۔ میں وہیں رک گیااور پھر ہم دونوں نے ایک دوسرے کی طرف بے اختیار چلنا شروع کیااس نے مجھے بتایا کہ اسے ایک مشکل مسئلہ درپیش ہے جو کہ مندرجہ ذیل تھا ۔

حکومت پاکستان نے اسے تھرڈ ایئر کا سکالر شپ مہیا کیا تھا اس نے سوچا کہ وہ فزکس پارٹ دوم کا اس سال مطالعہ کرنے کی بجائے میتھ پارٹ دوم کی کلاسز لے۔لیکن اس نے ابھی تک چونکہ تجرباتی فزکس نہ کی تھی لہٰذا اس کو اس مضمون میں دوسرے درجہ سے زیادہ نمبر حاصل کرنے کی امید نہ تھی جبکہ اگر وہ میتھ پارٹ سوم کرے تو اسے یقین کی حد تک اعتماد تھا وہ فرسٹ پوزیشن حاصل کر سکے گا ۔جس کی وجہ سے وطن عزیز میں سرکاری حکام مسرت کا اظہار کریں گے ۔اس نے مجھ سے استفسار کیا کہ مجھے اس صورت حال میں کیا کرنا چاہئے ۔کچھ دیر کی گفتگو کے بعد میں نے بالآخر یہ کہا کہ اسے وہ مضمون پڑھانا چاہئے جس کی پاکستان کو مستقبل میں زیادہ ضرورت ہوگی بجائے شارٹ ٹرم فائدہ حاصل کرنے کے ۔ جس سے میری مراد یہ تھی کہ وہ فزکس پارٹ دوم کرے (یعنی ریاضی دان بننے کی بجائے وہ فزکس کی فیلڈ اختیار کرے) بعد کے سالوں میں وہ مجھے بتلایا کرتا تھا کہ یہ گفتگو اس کی زندگی کی اہم ترین گفتگو تھی۔ چنانچہ کیونڈش لیبارٹری میں ریاضی کے ایسے ماہر کا گھومنا پھرنا، لیب میں کام کرنے والے افراد کے لئے ایک انوکھا تجربہ تھا ۔خیر کچھ بھی ہو جلد ہی عبدالسلام سے ہر کوئی متعارف ہو گیا اور تھیورٹیکل فزکس میں ہونے والی تازہ بتازہ ریسرچ اور رینارمالائزیشن تھیوری میں اس کے انکشافات میں وہ ایسا انسان ثابت ہوا جس پر نت نئے آئیڈیاز ہر وقت ہر آن نازل ہوتے رہتے ہوں۔ جوں جوں سال تیزرفتاری کے ساتھ گزرتے گئے وہ دیکھتے ہی دیکھتے کالج کا فیلو مقرر ہو چکا تھا پھر یونیورسٹی کا لیکچرار۔ پھر امپیریئل کالج آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (لندن یونیورسٹی) میں تھیورٹیکل فزکس کا پروفیسر۔ مجھے ہمیشہ یہ امید بندھی رہی کہ عبدالسلام ضرور ایک روز کیمرج واپس آجائے گا اور میرا یقین ہے کہ اگر اسے تھیورٹیکل فزکس کی چیئر پیش کی گئی ہوتی تو وہ ضرور واپس لوٹ آتا۔ ایسے دو مواقع 1960ء کی دہائی میں نمودار ہوئے لیکن دونوں مرتبہ فیکلٹی آف میتھ نے الیکٹورل بورڈ کو ہدایت کی کہ یونیورسٹی کو continuum mechanics کے پروفیسر کی زیادہ ضرورت ہے بہ نسبت تھیوریٹیکل فزکس کے۔ اس فیصلہ سے میں بھی متفق نہ تھا اور یہ جملہ وجوہات میں سے ایک وجہ تھی کہ 1960ء کی دہائی کے نصف سے میرے تعلقات فیکلٹی آف میتھ کے ساتھ گرتے گرتے صفر درجہ تک پہنچ گئے ۔میں نے کیمبرج کو 1972ء میں الوداع کہہ دیااور عبدالسلام آئی سی ٹی پی کا ٹریسٹ (اٹلی) میں ڈائریکٹر مقرر ہوگیا۔تو میں اس کے ساتھ تواتر کے ساتھ ملاقات کی غرض سے جاتا رہا۔چنانچہ زندگی کے آخری سالوں میں میرا اس سے ملنا زیادہ ہوا۔اس کا ایک نقطہ نظر تھا جس کو اس نے زندگی کے آخری سانس تک سینے سے لگائے رکھا اور جس سے میں قابل ستائش سمجھتے ہوئے یہاں ریکارڈ میں لانا چاہتا ہوں۔ عبدالسلام کے نزدیک بیسویں صدی کا سب سے بڑا عظیم سائنسدان بلاشبہ پال ڈائراک تھا۔ شاید کوئی استدلال کرے کہ ہاں سینٹ جانز کالج کا ایک گریجوایٹ اسی کالج کے دوسرے گریجوایٹ کی لازماً تائید کرے گا لیکن جب میں نے اس سے استفسار کیا۔کہ اس فہرست میں آئن سٹائن بھی شامل ہے ؟ اس کا جواب اس ضمن میں دو ٹوک تھا اور وہ یوں تھا: آئن سٹائن کے لئے اس کا تمام میتھ ا س کو کرکے دیا جاتا تھا جبکہ ڈائراک نے اس کو خود ایجاد کیا نہ صرف یہ بلکہ وہ ڈائراک ہی تھا جس نے یہ بات واضح کی کہ تھیوریٹیکل فزکس کی طرف والا راستہ Abstract math سے ہو کر جاتا ہے نہ کہ میتھ کو انجینئر کرنے سے۔ میرے نزدیک عبدالسلام کا یہ نقطۂ نظر بالکل درست تھا۔

مقصود احمد ریحان

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے

چند روز قبل آسٹریلیا کے جنگلات میں لگی آگ کے نتیجے میں ہونے والی تباہی کے چند مناظر جو کیمرے کی آنکھ کے ذریعے ساری دنیا نے دیکھے، ان مناظر کی ہولناکی نے ہر اس شخص کو جس کے سینے میں دل ہے،خون کے آنسورُلا دیا۔کسی منظر میں معصوم جانور جن کی جانیں بچ گئیں،آپس میں ایک دوسرے کے گلے لگ کر ایک دوسرے کو دلاسہ دے رہے ہیں،کسی تصویر میں اپنے بچانے والے محسنوں سے لپٹے ہوئے ہیں۔بعض مناظر میں ان جانوروں کی لاشیں نظر آتی ہیں جو راستہ یا مہلت نہ ملنے کی وجہ سے زندہ جل گئے۔جانوروں کی بےبسی اور معصومیت اور ان کے رنج و الم کے مناظر نے ہر دل کو دکھی کردیا اور ہر دل سے یہ دعا ضرور نکلی ہوگی کہ خداتعالیٰ ان بےزبانوں کے حال پرجلد رحم فرمائے اور اس آگ کے بجھنے کے سامان فرمائے تاکہ ان کی تکالیف ختم ہوسکیں۔

یہ آگ جو آسٹریلیا کے جنگلات میں لگی ، ایک قدرتی آفت تھی۔ آسٹریلیا کے اس حصے میں درجہ حرارت کے ایک حد سے بڑھنے کی وجہ سے جنگلات نے آگ پکڑ لی جس کے نتیجے میں ہزاروں لوگ بے گھر اور لاکھوں جانور ہلاک ہو گئے۔اس آگ نے اپنی راہ میں آنے والی ہر چیز کو جلا کر خاکستر کیا۔لیکن زیادہ نقصان ان معصوم اور بے زبان جانوروں کا ہوا جن کی زندگیاں اور ٹھکانے اس آگ کی نذر ہوگئے۔آسٹریلیا کے جنگلات میں لگی آگ نے جس قیامتِ صغریٰ کا منظر پیش کیا، اگر خدانخواستہ تیسری جنگِ عظیم شروع ہوتی ہے(خداتعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے) تو جو مناظر آج ہم آسٹریلیا کے جنگلات میں دیکھ رہے ہیں،ویسے ہی مناظر، جن کا سوچ کر بھی دل کانپ اُٹھتاہے، تمام دنیا کے معصوم اور بے بس انسانوں کے بھی ہوسکتے ہیں۔

آج کل دنیا پر تیسری جنگ عظیم کے بادل بڑی تیزی سے چھاتے جارہے ہیں۔دنیا کی سپر پاورز کے درمیان مفادات کے ٹکراؤ میں شدت آتی جارہی ہے اور جیسا کہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گزشتہ کئی سالوں سے مسلسل اقوام عالم کو خبردار کررہے ہیں کہ ہوش کے ناخن لو ورنہ ایک ہولناک تباہی و بربادی اس دنیا کا مقدر ہوسکتی ہے۔

جنگیں ہمیشہ تباہی اور بربادی ساتھ لے کر آتی ہیں۔اور تیسری جنگ عظیم کی شدت کے اندازے تو دنیا کب کے لگا چکی ہے کہ اس کے نتیجے میں ہونے والی تباہی کا احاطہ انسانی سوچ کے دائرے سے ہی باہر ہے۔پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جنگوں کے نتیجے میں نقصان ہمیشہ عوام الناس ہی اُٹھاتے ہیں جن کا براہِ راست اس جنگ سے کچھ لینا دینا نہیں ہوتا۔ وہی معصوم اور بے زبان لوگ اپنی جانیں ،گھر بار، مال و اسباب سے محروم ہوتے ہیں جو اپنا بچاؤ کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔اس کے بالمقابل طاقتور اور فیصلہ ساز لوگ،جو بنیادی طور پر اس جنگ کی وجہ بنتے ہیں اور پوری انسانیت کو اپنی انانیت کی بھینٹ چڑھادیتے ہیں، ان کے پاس اتنے وسائل ہوتے ہیں کہ ان کو اپنے ان وسائل اور طاقتوں اور مال و دولت پر یہی زعم ہوتا ہے کہ ان کا اپنا کچھ نہیں بگڑے گا۔لیکن خداتعالیٰ کی تقدیر کی چکی جب چلتی ہے تو ایسے تمام فراعینِ وقت اپنی تمام دولتوں،اختیارات اور وسائل سمیت تباہ و برباد کر دیئے جاتے ہیں۔

خداتعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا (بنی اسرائیل: 16)

یعنی اور ہم ہر گز عذاب نہیں دیتے یہاں تک کہ کوئی رسول بھیج دیں(اور حجت تمام کر دیں)۔اس لئے خداتعالیٰ کے رسول حضرت مسیح موعودؑ اور اُن کے خلفاء تو دنیا پر بار بارحجت تمام کر چکے ہیں۔اب بھی اگر دنیا خدا کے فرستادے کا انکار کرتی رہے گی تو یقیناً خداتعالیٰ کے غضب کا مورد بننے والے ہوں گے۔حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ؎

کیوں غضب بھڑکا خدا کا کچھ تو سوچو غافلو
ہوگئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

پس خداتعالیٰ کا غضب تو بھڑک رہاہے اور جنگ عظیم کی آگ کے شعلے بھی بھڑک رہے ہیں۔بطورایک احمدی ہم سب کا فرض ہے کہ ہم سب خداتعالیٰ کے حضور پہلے سے بھی زیادہ جھکیں اور نہ صرف اپنے لئے بلکہ تمام بنی نوع انسان کیلئےخداتعالیٰ کے رحم کے طالب ہوں۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ خطبہ جمعہ فرمودہ 11دسمبر 2015ء میں فرماتے ہیں۔

دنیا اس وقت آگ کے گڑھے کے جس دہانے پر کھڑی ہے کسی وقت بھی ایسے حالات ہو سکتے ہیں کہ وہ اس میں گر جائے۔ ایسے وقت میں دنیا کو اس آگ میں گرنے سے بچانے کی کوشش کرنا اور امن اور سلامتی دینے کا کام کرنا ایک احمدی کی ذمہ داری ہے اور احمدی ہی کر سکتے ہیں۔ پس اس کے لئے کوشش کی ضرورت ہے اور سب سے بڑی چیز اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کرنا ہے، اس کے آگے جھکنا ہے، اس کا تقویٰ اختیار کرنا ہے۔ اس کا تقویٰ اپنے دلوں میں پیدا کرنا ہے۔ تبھی ہم اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو بھی اور دنیا کو بھی امن اور سلامتی دے سکتے ہیں۔ ایسے ہی موقع کے لئے اور ان حالات کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ: ؎

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

پس اس ذوالعجائب اور سب طاقتوں کے مالک خدا سے تعلق مضبوط تر کرنے کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ سے پیار میں بڑھنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور دنیاداروں کو بھی عقل دے کہ وہ خدا تعالیٰ کی آواز کو سنیں اور اپنی اصلاح کی کوشش کریں اور تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچیں۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

لجنہ کالم (سلمہ شمس)

ایک دوسرے کا گلہ کرنا بہت بری عادت ہے

آج بیٹھے بیٹھے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ کچھ عورتوں کے لئے روزنامہ الفضل میں لکھا جائے۔جیسا کہ آپ سب بہنوں کو معلوم ہے کہ اسلام سے قبل عورت کی کیا حالت تھی۔عورت کو گالی سمجھا جاتا تھا اور زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔

پھر خدا کے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا دنیا میں ظہور ہوا۔تو اُس برگزیدہ نبیؐ نے خدا سے وحی پا کر عورت کو دنیا میں ایک مقام ،عزت اور ہر قسم کا حق عطا فرمایا۔اور عورت کا مرتبہ بلند ہوگیا اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔آنحضرتؐ نے عورتوں کی عزت و احترام جو اتنا بلند فرما دیا تو ہمیں بھی اس کی لاج رکھنی چاہیئے اور بری عادتوں سے بچنا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عورتوں کے حقوق اور اُن کی تربیت کے لئے بے شمار نصائح کیں جن میں سے ایک پیش خدمت ہے۔

ایک روز ایک عورت نے کسی دوسری عورت کا گلہ کیا۔آپؑ نے فرمایا ۔

’’دیکھو یہ بہت بُری عادت ہے۔جو خصوصاً عورتوں میں پائی جاتی ہے۔چونکہ مرد اور کام بہت رکھتے ہیں۔اس لئے ان کو شاذ و دنادر ہی ایسا موقعہ ملتا ہے کہ بے فکری سے بیٹھ کر آپس میں باتیں کریں۔اور اسیا موقعہ ملے بھی تو ان کو اور بہت سی باتیں ایسی مل جاتی ہیں جو وہ بیٹھ کر کرتے ہیں۔لیکن عورتوں کو نہ علم ہوتا ہے اورنہ کوئی ایساکام ہوتا ہے۔اس لئے سارے دن کا شغل سوائے گلہ اور شکایت کے کچھ نہیں ہوتا۔ایک شخص تھا اس نے کسی دوسرے کو گنہگار دیکھ کر خوب اس کی نکتہ چینی کی اور کہا کہ تُو دوزخ میں جائے گا قیامت کے دن خدا تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ کیوں تجھ کو میرے اختیارات کس نے دیئے ہیں؟دوزخ اور بہشت میں بھیجنے والا تو میں ہی ہوں تو کون ہے؟اچھا جا میں نے تجھ کو دوزخ میں ڈالااور یہ گنہگار بندہ جس کا تُو گلہ کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہ ایسا ہے ویساہے اور دوزخ میں جائے گا۔اس کو میں نے بہشت میں بھیج دیا ہے۔سو ہر ایک انسان کو سمجھنا چاہیئے کہ ایسا نہ ہو کہ میں ہی الٹا شکار ہو جاؤں۔‘‘ (ملفوظات جلد نمبر5ص10-11)

اطلاعات اعلانات

ولادت

مکرم حافظ سید تصور احمد شاہ متعلم جامعہ احمدیہ قادیان تحریر کرتے ہیں کہ

خاکسار کے بڑے بھائی برادرم سید شاہد احمد صاحب واہلیہ سیدہ انیلہ ثروت کو اللہ تعالیٰ نے 14جنوری 2020ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام سید عمار شاہ تجویز ہواہے ۔نومولود مکرم سید مبشر احمد عامل مربی سلسلہ قادیان کا پوتا اور مکرم سید ابرار احمد آف حیدرآباد کا نواسہ اور مکرم سید منظور احمد عامل درویش قادیان کی نسل سے ہے۔قارئین سے نومولود کے نیک صالح خادم دین بننے ، خلافت سے وابستہ رہنے اور درازی عمر کے لئے خاص دعا کی درخواست ہے ۔

مرزا فرحان احمد۔بینن

جلسہ سالانہ بینن

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ بینن کو اپنا 31 واں جلسہ سالانہ مورخہ 27تا 29دسمبر 2019ء منعقد کرنے کی توفیق ملی۔فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔جلسہ گاہ کے لئے Allada ریجن کے قریبHouegbo شہر کے کالج کا گراؤنڈ منتخب کیا گیا اور ساتھ ہی اس میں خدام نے وقارِ عمل شروع کر دیا اور اسے جلسہ گاہ کے طور پر تیار کیا گیا۔ جلسہ سے پہلے اطلاع کے لئے خوبصورت پوسٹر شائع کئے گئے اور اتھارٹیز کو بھی دعوت نامے بھیجے گئے۔

مورخہ 27 دسمبر 2019ء کو شام 4 بجے محترم امیر بینن رانا فاروق احمد نے پرچم کشائی کرکے جلسہ کا آغاز کیا۔ اس کے بعد تلاوتِ قرآنِ کریم اور اردو نظم ایک لوکل خادم نے پیش کی جن کا فرنچ ترجمہ بھی پیش کیا گیا ۔ مختلف اتھارٹیز نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی ملک بھر میں بلکہ دنیا بھر میں کی جانے والی خدمات کو سراہا اور جلسہ سالانہ کے انعقاد پر مبارک باد پیش کی۔اس کے بعد محترم امیر صاحب بینن نے افتتاحی خطاب کیا اور جلسہ کے مرکزی عنوان’’آنحضرت ﷺ کے مشن کو پورا کرنے میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا کردار ‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔ عشائیہ کے بعد تمام شاملین جلسہ کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ فرنچ زبان میں سنایا گیا۔

دوسرے دن 28 دسمبر کو نمازِ تہجد ادا کی گئی اور نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد’’جلسہ سالانہ کی اہمیت و برکات‘‘ کے موضوع پر درس ہوا۔ اس دن دو سیشن ہوئے ۔ پہلے سیشن کی کارروائی کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا اور اردو نظم ایک لوکل خادم نے پیش کی جن کا فرنچ ترجمہ بھی پیش کیا گیا ۔ اور اس کے بعد پہلی تقریر محترم بشارت احمد نوید مبلغ سلسلہ ماریشس نے ’’ آمد مسیح موعود سے متعلقہ پیشگوئیاں‘‘کے موضوع پر کی۔ اور دوسری تقریر مکرم آسانی یحیٰ نے ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے حقیقی احوال‘‘کے موضوع پر کی۔

جلسہ کے تیسرے سیشن کا آغاز ظہرانہ کے بعد شام 4بجے ہوا جس میں تلاوتِ قرآنِ کریم سے آغاز ہوا اور قصیدہ بمعہ فرنچ ترجمہ کے ایک لوکل خادم نے پیش کیا اس کے بعد پہلی تقریر محترم عبد الراؤف نے ’’روحانی و جسمانی فضائل‘‘ کے موضوع پر کی۔ اس کے بعد نظم’’بدرگاہِ ذیشان‘‘ ایک لوکل خادم محترم عباس نے پیش کی اور دوسری تقریر محترم لاماں سعید نے ’’حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کی روشنی میں مالی قربانی کی اہمیت‘‘ کے موضوع پر کی۔ دوسرے دن رات عشائیہ کے بعد لوکل زبانوں میں جلسہ سالانہ کی اہمیت کے موضوع پر ایک پروگرام تشکیل دیا گیا ۔

تیسرے دن کا آغاز بھی نمازِ تہجد سے ہوا ۔ نمازِ فجر کے بعد تلاوتِ قرآنِ کریم کی اہمیت پر درس ہوا۔ آخری سیشن کا آغاز بھی تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا اور اردو نظم محترم منتظر احمد مبلغ سلسلہ نے پیش کی۔ جس کے بعد محترم اسد مجیب مبلغ سلسلہ و جنزل سیکریٹری بیلجیم نے ’’خلافت احمدیہ، انسانیت کے لئے باعثِ برکت وجود‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔تمام تقاریر کا 4 لوکل زبانوں میں ترجمہ پیش کیا گیاجس سے تمام لوکل زبان سمجھنے والی کی دلچسپی بھی قائم رہی اور گاہے بگاہے جلسہ گاہ کی فضا نعروں سے گونجتی رہی جس سے سامعین کا جوش اور ولولہ مزید بڑھتا رہا۔جلسہ کے اختتام پر تمام شاملین جلسہ نے کھڑے ہو کر مخصوص افریقن طرز پر کلمہ طیبہ ’’ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ‘‘ کا ورد کیا اور نعرہ ہائے تکبیر کی صداؤں میں یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کی حاضری 4 ہزار877رہی جس میں گزشتہ سال کی نسبت 1ہزار64افراد کا اضافہ ہوا۔ اس جلسہ میں بہت سے معزز مہمانان بھی شامل ہوئے جن میں سے چند ایک درجِ ذیل ہیں:۔

1. Aguessy Zinsou Paul, Head of arrondissement of HOUGBE representing the Mayor of TOFFO
2. Honorable Marcellin AHONOUKOUN, Member of the National Assembly
3. Agnidé Emmanuel LAWIN, Director of Cabinet of Minister of Water and Mines
4. Commissioner Principal Issiaka B. Seidou, Assistant to the Departmental Director of the Atlantic Republican Police,
5. Honorable Malehossou YACOUBOU,
6. Honorable MAMA Sanny,
7. Honorable NOBIME Patrice,
8. BABALOA Barthélémy, Religions for peace,
9 . KOUGNITODE Gérald Kocou, District Manager of COLLI,
10. King of Kika,
11. King of Sedjedenou,
12. Grâce LAWANI
13. Quaestor of the National Assembly Benin

ان تمام اتھارٹیز نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ جماعت احمدیہ کی نہ صرف بینن میں بلکہ دنیا بھر میں کی جانے والی انسانیت کی خدمات کو سراہتے ہیں اور جماعت احمدیہ بینن کو 31ویں جلسہ سالانہ کے کامیاب انعقاد پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔اس جلسہ کی کارروائی ملک کے طول و عرض میں بذریعہ ریڈیو، T.Vاور اخبارات کے ذریعہ تشہیر ہوئی۔